کلامِ نبویؐ کی صحبت میں

خرم مراد

حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:
وہ شخص جو اپنے رب کو یاد رکھتا ہے' اور وہ جو یاد نہیں رکھتا' دونوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک زندہ اور دوسرا مردہ (بخاری، مسلم بحوالہ مشکوٰۃ' باب ذکر اللہ)

یہ انسان کی زندگی اور موت کا ایک بالکل نیا اور انقلاب انگیز تصور ہے۔

دنیا اس شخص کو زندہ شمار کرتی ہے جس کا دل دھڑکتا ہو اور جس کی سانس آتی اور جاتی ہو۔ مگر رسول کریمؐ بتاتے ہیں کہ اگر اس کی زندگی اللہ کی یاد سے خالی ہے تو وہ ایک چلتی پھرتی لاش ہے۔ اس کے برعکس حقیقی معنوں میں زندہ وہ ہے جس کی زندگی میں اللہ کی یاد رچی بسی ہو۔

کیونکہ جسم کی زندگی تو ہر حیوان کو حاصل ہے' مگر جسم مٹی میں مل جاتا ہے۔ باقی رہنے والی چیز انسان کی روح' شخصیت کا مرکز' اس کا دل (قلب) ہے۔ اس دل کی زندگی کا سامان کسی کی یاد' اس کے دھیان اور اس کی طرف توجہ سے ہوتا ہے۔

لیکن اللہ کے علاوہ جس کی بھی یاد اور فکر میں دل مشغول رہے گا' اور اس کی یاد سے اپنی زندگی کا سامان کرے گا' اسے بالآخر مٹ جانا ہے۔ باقی صرف اللہ رہے گا' اور وہ دل اور زندگی بھی' جو اللہ کی یاد کی کثرت سے بھری ہوئی ہو۔

اس لیے جو اپنے پیدا کرنے والے' پالنے والے اور حیّ و قیّوم خدا کی یاد' اسی کے دھیان' اور اسی کی طرف توجہ میں مشغول رہتا ہے' وہ ایک طرف ابدی زندگی بھی حاصل کرتا ہے۔ دوسری طرف اس کے دل کو اطمینان نصیب ہوتا ہے' اس کو زندگی کے لیے ایک محبوب و مقصود ملتا ہے' ایک سمت ملتی ہے' اس کے اندر سے اپنے سارے کام ٹھیک ٹھیک انجام دینے کے لیے قوت و زندگی کے چشمے ابلتے ہیں۔ ان معنوں میں وہ زندہ کی مانند ہے۔ جو اللہ کو یاد نہیں کرتا اور ڈوبنے مٹ جانے والی چیزوں کے ذکر و فکر میں مشغول رہتا ہے' وہ مردہ انسان کی طرح ہے کہ اپنی اصل منزل--- آخرت کی کامیابی--- کی طرف جنبش بھی نہیں کر سکتا۔

آپ نے اس حدیث کا مفہوم پالیا' گویا سارے دین اور اپنی تربیت کی شاہ کلید پالی۔

○

حضرت الحارث الاشعری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
میں تمھیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کو بہت بہت یاد کرو۔ ذکر کی مثال ایسی سمجھو جیسے کہ کسی آدمی کے دشمن نہایت تیزی کے ساتھ اس کا پیچھا کر رہے ہوں، مگر وہ بھاگ کر ایک مضبوط قلعے میں پناہ لے لے اور اپنے کو دشمنوں کے ہاتھ میں پڑنے سے بچالے۔ اسی طرح، کوئی انسان شیطان سے بچ نہیں سکتا، سوائے اللہ کی یاد کے سہارے (ترمذی، ابن خزیمہ بحوالہ الترغیب و الترھیب)

ہمارا سب سے بڑا دشمن شیطان ہے۔ وہ ہر وقت، ہر طرف سے---سامنے سے بھی، پیچھے سے بھی، دائیں سے بھی، بائیں سے بھی--- ہمارے اوپر حملے کرتا رہتا ہے: ہمارے ایمان و یقین پر ڈاکے مارتا ہے، ہمیں صراط مستقیم سے ہٹانے کے لیے اپنی ہر قوت اور ہر کوشش لگا دیتا ہے، وہ صراط مستقیم جو ہمیں اللہ اور اس کی جنت کی طرف لے جاتی ہے۔

ہمارے اوپر شیطان کا سارا اختیار بس اتنا ہے کہ وہ ہمارے دلوں میں برائی کا خیال ڈالے اور اس کی ترغیب دے۔ اس لیے وہ دل کو تاک تاک کر نشانہ بناتا ہے۔ ذکر دل پر اس کے حملوں سے بچنے کے لیے سب سے مضبوط قلعہ اس لیے ہے کہ ”جب آدمی اللہ کو یاد کرتا ہے، دل میں اللہ کا دھیان ہوتا ہے، شیطان وہاں ٹھہر نہیں سکتا، وہ بھاگ کھڑا ہوتا ہے۔ جب آدمی غافل ہوتا ہے، شیطان وسوسے پیدا کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے“۔ (بخاری، عن ابن عباس ؓ بحوالہ مشکوۃ)

کثرت سے، بہت بہت یاد کرنے کے کیا معنی ہیں؟ قرآن کے مطابق: کھڑے، بیٹھے، لیٹے، صبح اور شام، نماز میں بھی، میدان جنگ میں بھی۔ حضور ؐ نے فرمایا: ”یہاں تک کہ لوگ کہیں یہ مجنوں ہے“۔ (احمد عن ابی سعید الخدری)

○

حضرت ابو ہریرہ ؓ اور ابو سعید الخدری ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے فرمایا:
جو لوگ اللہ کو یاد کرنے کے لیے کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں، انھیں فرشتے گھیر لیتے ہیں، ان پر رحمت چھا جاتی ہے، ان پر سکینت (سکون و اطمینان) نازل ہوتی ہے، اور اللہ ان کا ذکر ان کی مجلس میں کرتا ہے جو اس کے قریب ہیں۔ (مسلم، بحوالہ مشکوۃ باب ذکر اللہ)

جہاں لوگ اللہ کے لیے جمع ہوں، جمع ہو کر وہ کام اور وہ بات کریں جو اللہ کو مطلوب ہے، وہ ذکر کی مجلس ہے: نماز باجماعت ہو، کلمات کا ورد اور دعا ہو، دین کی تعلیم ہو یا دعوت الی اللہ ہو۔ یہ مجلس اللہ کو بہت محبوب ہے۔

اس مجلس کے لیے عظیم بشارتیں ہیں: (۱) چاروں طرف فرشتے موجود ہوتے ہیں۔ آسمان تک انھیں

اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں۔ (۲) رحمت ' (۳) سکینت ' (۴) مقرب فرشتوں کی مجلس میں ذکر ضروری ہے کہ ہر مجلس میں ذکر ہو ' ذکر کے لیے مجلسوں کا اہتمام ہو ' اور ایسی ہر مجلس میں اللہ کے رسول ؐ کی ان بشارتوں کو یاد رکھیں ' اور اللہ سے پوری امید رکھیں کہ وہ یہ سب کچھ عطا فرمائے گا۔

○

حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ اپنے دین (کے احکام) پر استقامت سے عمل کرنا ایسا ہو گا جیسے ہاتھ میں انگارا پکڑنا۔ (ترمذی ' بحوالہ مشکوۃ باب تغیر الناس)

حضرت ابو ہریرہ ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
جس نے میری امت میں فساد کے زمانے میں میری سنت کو مضبوطی سے تھاما ' اس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے۔ (البیھقی ' بحوالہ مشکوۃ باب الاعتصام)

امت کا فساد کیا ہے؟ اللہ کی طرف سے ہدایت کی نعمت کی ناشکری اور اس سے غفلت ' اس سے بے وفائی ' اپنے مقام اور مشن کو فراموش کر دینا ' بے عملی اور بے یقینی ' گناہ اور نافرمانی کا عام ہونا ' باہم خون ریزی اور ظلم و جور ' غیر قوموں کا تسلط۔
ایسے حالات میں دین پر جما رہنا ایک مشکل کام ہو گا۔ اتنا مشکل جتنا ہاتھ میں انگارا پکڑنا۔ لیکن یہ انگارا اس آگ کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ' جو اللہ کی نافرمانی کے بدلے میں ' دنیا میں ذلت و رسوائی اور خون ریزی کی ' اور آخرت میں جہنم کی صورت میں ملے گی۔
اس کے برعکس ' سنت رسول پر قائم رہنے کا اجر سو شہیدوں کے اجر کے برابر ہے۔
ہر سنت کا اتباع ضروری ہے ' لیکن حضور ؐ کی سب سے اہم سنت دعوت الی اللہ کا کام ' اور جہاد اور انفاق ہے ' جس میں آپ ؐ ہر دم اور ہر قدم مشغول رہے۔ اور ان کے ساتھ ' زاد راہ کے طور پر ' اخلاق حسنہ اور عبادات الٰہی ہیں۔

○

حضرت عبداللہ بن عمر ؓ نے ایک دفعہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:
کوئی شخص اپنے گھر والوں کو مسجدوں میں آنے سے نہ روکے۔
ان کے ایک بیٹے نے عبداللہ بن عمر ؓ سے کہا: ہم تو ان کو ضرور روکیں گے۔
عبداللہ ؓ نے فرمایا: میں تجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سناتا ہوں ' اور تو اس قسم کی باتیں بناتا ہے۔

راوی (مجاہد) کا بیان ہے: اس واقعہ کے بعد حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنے بیٹے سے عمر بھر نہ بولے (احمد، بحوالہ مشکوۃ، باب الجماعۃ)

بیٹے کی نیت حضورؐ کے ارشاد کی مخالفت نہیں ہو سکتی تھی، بلکہ زمانہ بدل جانے سے احکام میں تبدیلی کا اصول پیش نظر رہا ہو گا۔

مگر رسول اللہ کے ارشاد کا احترام اور اتباع صحابہ کرامؓ کے نزدیک اتنا اہم اور محبوب تھا کہ اس کے بارے میں بیٹے کی اس روش پر عمر بھر اس سے بول چال ترک کر دی گئی۔

مساجد اور نماز باجماعت سے عورتوں کو نہ روکا جائے، یہ منشائے نبویؐ بہت واضح ہے۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ عورتوں کی اجتماعی دینی کاموں میں شرکت کے مسئلے پر عہدِ صحابہ ہی سے اختلاف چلا آ رہا ہے۔ اس لیے آج کسی ایک رائے پر مکمل اتفاق کی تلاش بے سود ہے۔

○

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

مسلمانو، تم پر ہر امیر کی راہ نمائی میں جہاد فرض ہے، وہ نیک ہو یا بد، اور اگرچہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو۔

اور تم پر ہر مسلمان کے پیچھے نماز ادا کر لینا واجب ہے، وہ نیک ہو یا بد، اور اگرچہ وہ کبائر کا ارتکاب کرتا ہو۔

اور تم پر ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھنا واجب ہے، وہ نیک ہو یا بد، اور اگرچہ اس نے کبائر کا ارتکاب کیا ہو۔ (ابو داؤد بحوالہ مشکوۃ، باب الامامہ)

امیر اور امام، اخلاق و کردار کے لحاظ سے کیسے ہی ہوں، نیک کاموں میں ان کی اطاعت واجب ہے۔ خصوصاً نماز باجماعت اور جہاد جیسے عظیم نیک کاموں میں۔ اس سے جہاد اور جماعت کی اہمیت بھی واضح ہو جاتی ہے۔

اسی طرح، مسلمان کتنا ہی بدعمل ہو، اس کے حقوق ساقط نہیں ہوں گے۔ خصوصاً اس کی نماز جنازہ۔

حدیثوں میں ہے کہ حضورؐ نے خودکشی کرنے والے اور مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھائی۔ یہ روش عوام کی تنبیہہ اور سبق و عبرت کے لیے رہی ہوگی۔ ویسے بھی قطع تعلق کی روش وہیں نتیجہ خیز ہو سکتی ہے جہاں معاشرہ اسلامی بنیادوں پر قائم ہو چکا ہو۔